نواں باب

نبوت کے چوتھے سال میں دعوتِ اسلامی پر ایک اجمالی نظر

۲۱ نبوت کے چوتھے سال میں دعوتِ اسلامی پر ایک اجمالی نظر

۲۲ بنو ہاشم کی دعوتِ طعام کے ساتھ اسلام کی اشاعت کا آغاز

۲۲ کعبۃ اللہ میں روزانہ صبح کی نماز

۲۳ حق و باطل کی کشمکش پر اللہ کا تبصرہ اور اعتراضات کے جوابات:

۲۳ عقیدہ آخرت کی دعوت اور آب یاری

۲۴ قریش، ابو طالب کے سامنے

۲۴ سُوْرَةُ الْاِخْلَاص؛ شرک کی بیخ کنی

۲۵ رسول الہ ﷺ کے بیٹے کی وفات

۲۵ تہجد کی فرضیت:

۲۵ دارالندوہ میں کفار کی ایک میٹنگ

۲۶ ایک نابینا صحابی کی تکریم

۲۶ دعوتِ عام کے بعد پہلا حج

۲۶ جنوں کا ایمان لانا:

۲۷ چوتھے برس کے اختتام کا منظر

نواں باب

نبوت کے چوتھے سال پر ایک اجمالی نظر

بنو ہاشم کی دعوتِ طعام کے ساتھ اسلام کی اشاعت کا آغاز: نبوت کے چوتھے سال کا آغاز ایک کھانے کی دعوت میں دین کی تبلیغِ عام سے ہوا جو آیات وَاَنۡذِرۡ عَشِيۡرَتَكَ الۡاَقۡرَبِيۡنَۙ.... (الشُّعَرَآء ۲۱۳ تا ۲۲۰) کے نازل ہونے پر تعمیلِ حکم میں بنو ہاشم کو کھانے پر بلا کر کی گئی۔ یہ آیات بعد میں سورۃ الشعراء کا حصہ بنادی گئیں۔ اس دعوتِ طعام میں دو بھائیوں جناب ابو طالب اور ابو لھب میں تکرار ہوئی مگر سردارِ قبیلہ، جناب ابو طالب کی بات سے کسی کو مجالِ انکار نہ تھی اور محمد ﷺ کو اپنی پشت مضبوط نظر آئی۔ اس کے فوراً بعد فَاصۡدَعۡ بِمَا تُؤۡمَرُ وَاَعۡرِضۡ عَنِ الۡمُشۡرِكِيۡنَ‏ .... (سُوۡرَةُ الۡحِجۡر ۹۴ تا ۹۹) کا حکم مل گیا یہ آیات بعد میں سورۃ الحجر کا حصہ بنادی گئیں۔ تعمیلِ حکم میں آپ ﷺ نے کوہِ صفا سے سارے اہلِ مکہ کو خطاب کر کے آخرت کا خوف دلایا، اللہ کی جانب سے خود کو زمین پر اپنا نمائندہ (رسول) بنائے جانے کا اعلان کیا اور ساتھ ہی بتوں کی نجاست کا بھی ذکر کیا اور ایک الہِ واحد کی سب کو بندگی کی دعوت دی۔ اس کے بعد آپؐ نے مختلف قریشیوں کو نام بنام پکار کر اسلام کی دعوت دی۔

کعبۃ اللہ میں روزانہ صبح کی نماز: اس کے بعد آپ ﷺ نے کمالِ بہادری سے کعبۃ اللہ میں صبح کی نماز ادا کرنی شروع کردی۔ اِس بات کی اطلاع عمرو کو ہوئی [عمرو اُس وقت تک اپنی پیہم حماقتوں کے باعث ابو جہل کا خطاب حاصل نہیں کر پایا تھا] تو اُس نے سخت غصہ کا اظہار کیا اور کہا کہ آئندہ محمد ﷺ نے ایسا کیا تو میں اُس کا سر کچل دوں گا، دوسرے روز تماشے کے لیے لوگ جمع تھے اور جب وہ ایک بڑا پتھر لے کر آگے بڑھا تو اُس نے اپنے اور محمد ﷺ کے درمیان ایسی ہیبت ناک چیز دیکھی کہ خوف سے پلٹ آیا، اللہ رب العالمین نے اس واقعہ پر اپنا تبصرہ روح الامین کے ذریعے آیات کی شکل میں نبی ﷺ پر نازل فرمایا، یہ آیات نبی ﷺ نے اللہ تعالٰی کی ہدایت کے مطابق پہلی وحی [سورہ علق کی پہلی پانچ آیات] کے آگے جوڑدیں یوں سورۃ العلق مکمل ہوگئی۔

حق و باطل کی کشمکش پر اللہ کا تبصرہ اور اعتراضات کے جوابات: انقلاب کی دعوت دینے والے ان دو واقعات نے شہر میں ہل چل مچادی، ہر گھر اور ہر کوچہ و محفل میں یہی دعوت زیرِ گفتگو تھی، خاص طور پر عمائدینِ شہر کی نشستوں میں، کیوں کہ محمد ﷺ کی نبوت کے تسلیم کیے جانے سے اِن کا اقتدار خود بخود رسول اللہ کی طرف منتقل ہو رہا تھا جس پر وہ بہت فکر مند تھے۔ اس کے رد میں اُنھوں نے طرح طرح کے اعتراضات جڑ دیے۔ آخر کار اس کش مکش کے دوران روح الامین ایک تفصیلی بیان (official statement /comments) لے کر تشریف لے آئے۔ یہ سورہِ سبا ہے جو اس کش مکش کے علیہ اور ماعلیہ سے بحث کرنے کے ساتھ اُٹھائے گئے تمام سوالات اور اعتراضات کا ایک سرکاری بیان ہے۔ یہ معرکۃ الآرا بیان تاقیامت اسلامیان کی جانب سے اُن کے بنیادی عقائد و افکار پر وارد ہونے والے اعتراضات کا جواب بھی ہے۔ یہ سورۃ آخرت، توحید، رسالت پر دلائل کے ساتھ منکرین کا نفسیاتی تجزیہ، اُن کی حق کی مخالفت کی وجوہات اور قبول حق میں حائل حجابات کو زیرِ بحث لاتی اور مومنین کے لیے بعض تربیتی امور بھی تجویز کرتی ہے۔

عقیدہ آخرت کی دعوت اور آب یاری: سورہ سبا کے بعد کم و بیش چھ ماہ تک آخرت کے وجوب پر دلائل اور واقع ہونے والے ایک حادثہ عظیم یعنی قیامت کی کیفیات اور اس سے ڈراوے پر مشتمل آیات نازل ہوتی رہیں۔ اس موضوع پر قرآن اُترنا تو پچھلے سال (تیسرے برس) سے ہی شروع ہو گیا تھا۔ اس سال سورہ سبا کے بعد جو چھ سورتیں نازل ہوئیں وہ یہ ہیں:

سُوْرَةُ الْغَاشِيَة، سُوْرَةُ الْحَاقَّة، سُوْرَةُ الْمَعَارِج، سُوْرَةُ الْمُلْك، سُوْرَةُ الِانْشِقَاق اور سُوْرَةُ الْمُطَفِّفِيْن۔ اِن تمام سورتوں میں قیامت کو ہی بنیادی موضوع بنایا گیا تھا۔ عقیدے میں جو اوّلین اہمیت توحید کو حاصل ہے اُس کو تو بظاہر ان میں سے کسی ایک سورہ میں بھی موضوع نہیں بنایا گیا۔ یہاں دو حقیقتیں پیشِ نظر رہنی چاہییں اولاً یہ کہ آخرت میں صرف ایک اللہ کی بادشاہی اور وہاں کسی بھی معاملے میں کسی کے بھی دخیل نہ ہونے کا تصور خود توحید کا تصور بن جاتا ہے اور ثانیاً یہ کہ غور کرنے سے جو بات سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ انسان کو اور خاص طور پر ایسے انسان کو جو دنیا پرستی یا اغوائے شیطانی کا شکار ہو اُس کو آخرت سے بے خوفی، توحید کو سمجھنے میں مانع ہوتی ہے چناں چہ جب تک خوفِ آخرت کو ذہنوں میں اجاگر نہ کیا جائے، توحید کا عام فہم اور فطرت سے قریب تر فلسفہ سمجھ

میں نہیں آتا،اسی طرح شہرِ مکہ میں محمد ﷺ کی شخصیت اتنی بے داغ اور جانی پہچانی تھی کہ لوگوں کے لیے رسالت پر یقین لانا بھی مشکل نہیں تھا۔ ایک بار آخرت کا قیام، وہاں کا منظر اور بے لاگ انصاف کا یقین اور وہاں کسی نبی، ولی یا مقرب بندے کا ناحق کسی مجرم کی سفارش کا ممکن نہ ہونا عقل میں بیٹھ جائے تو توحید ورسالت کو اہلِ مکہ کو سمجھنا مشکل نہ تھا، ہم دیکھیں گے کہ مدینہ کے اوس اور خزرج کی سمجھ میں جوں ہی آخرت کی بات آگئی توحید اور رسالت کو سمجھنے میں دیر نہ لگی۔ اہلِ مکہ قبولِ حق میں کیوں پیچھے رہ گئے اور اہلِ مدینہ کیوں آگے نکل گئے، صرف اس لیے کہ مکہ والوں کو آخرت کی بات سمجھنے میں دیر لگی جب کہ اہلِ مدینہ کو اہلِ کتاب کی قربت کی وجہ سے آخرت کا تصور بہت نامانوس نہیں لگا۔

قریش، ابوطالب کے سامنے: ماحول میں رسول اللہ ﷺ کی دعوت کے نتیجے میں اس ہلچل کو دیکھ کر شہر کی اہم شخصیات کا وفد سردارِ بنوہاشم، جناب ابوطالب کے پاس آیا اور فریاد کی کہ محمدؐ نے ہمارے باپ دادا کو گم راہ قرار دیا ہے لہٰذا یا تو آپ انھیں اس کام سے روک دیں، یا درمیان سے ہٹ جائیں۔ ابوطالب نے نرمی سے رازدارانہ انداز سے باتیں کیں اور اُنھیں یقین دلایا کہ یہ کوئی خاص فکر کی بات نہیں، آپ لوگ پریشان نہ ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کی مخالفت کی ذرّہ برابر بھی پروانہ کی۔ آپؐ بدستور دینِ اسلام کی اشاعت میں مصروف رہے اور لوگوں کو اللہ کی بندگی کی ترغیب دیتے رہے۔

سُوْرَةُ الْاِخْلَاص ؛شرک کی بیخ کنی: اوپر مذکورہ چھ سورتوں کے بعد سُوْرَةُ الطَّارِق اور سُوْرَةُ الْاِخْلَاص نازل ہوئیں الطارق اگرچہ قیامت کو زیرِ بحث لاتی ہے مگر اس کا موضوع صرف یہ نہیں ہے یہ اللہ کی کتاب قرآن کی اہمیت اور فضیلت کے ساتھ معاندین اور مخالفین کے مذاق کے جواب میں کُفّار کو دھمکی اور نبی ﷺ کو اطمینان بھی دلا رہی ہے کہ اللہ اس کش مکش میں خود بہ نفسِ نفیس ایک فریق کے طور پر موجود ہے اور ان کی چالوں کے مقابلے میں ایک چال چل رہا ہے، جلد فیصلہ ہونے والا ہے کون جیتے گا اور کون ہارے گا!

رسول اللہ ﷺ کے بیٹے کی وفات: سُوْرَةُ الْاِخْلَاص توحید کے بیان پر معرکۃ الآرا جزوِ قرآنی ہے۔ اس کے فوراً بعد نبی ﷺ کے دوسرے اور اُس وقت بقیدِ حیات اکلوتے بیٹے عبداللہؓ کی موت پر کفار

کا خوشیاں منانے اور آپؐ کو جڑ کٹا، ابتر کہنے پر سُوْرَۃُ الْکَوْثَر نازل ہوئی۔ اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ اعلان ہے کہ دنیا کی کوثر، یعنی کعبۃ اللہ، جس کی تولیت کی بناپر عرب میں قریش کی سیاست و قیادت کا اعتبار ہے، وہ ہم آپؐ کو عطا کر رہے ہیں اور ساتھ ہی جنت میں بھی کوثر نام کی ایک حوض (یا نہر) آپؐ کو دی جا رہی ہے، اِن دونوں انعامات یا عطایا کے ہم پلہ کسی بھی انسان کو انعام اس دنیا میں پہلے کبھی عطا نہیں ہوا۔ یہ مختصر سی سورۃ زبانِ حال سے پکار رہی تھی کہ بولو آپ ﷺ ابتر ہیں یا یہ کم ظرف جو اپنے عزیز و محسن کے بیٹے کے مرنے پر خوش ہو رہے ہیں! اِن کم ظرفوں [ابولھب اور اُس کی طرح کے چند اور لوگ جو بغلیں بجا رہے تھے] سے بہت جلد بیت اللہ کا قبضہ واپس لے لیا جائے گا اور مقابلہ کرنے والوں کے درمیان سعید روحیں حق کے آگے ادب سے جھک کر مغلوب ہو جائیں گی۔ [سورۃ الجمعہ میں اپنی جگہ یہ بات تفصیل سے آئے گی] دعوت کے اس ابتدائی اور نازک دور میں یہ بہت بڑی بشارت تھی۔

تہجد کی فرضیت: سورۃ الکوثر کے بعد سُوْرَۃُ الْمُزَّمِّل نازل ہوئی جو اس ابتلا و آزمائش کے دور میں تزکیہ و تربیت کے لیے رات کے بڑے حصے میں قیام [تہجد] کو آپ ﷺ پر واجب کر رہی تھی اور آپؐ کی مانند ہر اُس شخص کو بھی اس کی جانب راغب کر رہی ہے جو اشاعتِ دین کا کام کرنا چاہے۔ کفار کی ایذا پر صبرِ جمیل کی تلقین کے ساتھ یہ سورۃ مخالفین کو دھمکی دے رہی ہے کہ محمد ﷺ بنی اسرائیل کی طرح اصلاح کے لیے بھیجا ہوئے کوئی نبی نہیں بلکہ یہ موسیٰؑ کی مانند ایک ایسا نبی ہے کہ اس کی مزاحمت کی گئی تو جس طرح قبطی حکومت اور فراعین غرقاب، برباد و نیست و نابود کیے گئے تو سوچو تم اُس طرح کے عذاب سے کیسے بچ سکو گے؟

دار الندوہ میں کفار کی ایک میٹنگ: سُوْرَۃُ الْمُزَّمِّل کے آنے تک شوال کا مہینہ آچکا ہے اور اب دو ماہ بعد حج ہوگا، معاندین اور مخالفین پریشان تھے کہ کہیں سارے عرب سے آنے والے مہمانوں کے سامنے محمد ﷺ جیسے شیریں سخن نے یہ قرآن کا معجز نما کلام سنا دیا اور اپنی قوتِ استدلال سے اگر سارے عرب کو اپنا ہم نوا بنا لیا تو ہم تو کہیں کے نہ رہیں گے۔ اس خوف کے عالم میں قریش کے سرداروں میں ممتاز ترین سردار، ابو جہل کے حقیقی چچا اور قریش کے انتہائی زیرک آدمی ولید بن مغیرہ نے اس خطرے سے نبٹنے کے لیے دار الندوہ میں ایک میٹنگ طلب کی۔ اس میٹنگ کی روداد اور اس پر

اللہ رب العالمین کا تبصرہ اللہ تعالیٰ نے اپنی آیات میں بیان کیا اور یہ آیات نبی ﷺ نے سُوْرَۃُ الْمُدَّثِّر کی نازل شدہ پہلی سات آیات کے بعد [جو فترۃ الوحی کے بعد دوسری وحی کے طور پر اتری تھیں] اس سورہ کی تکمیل کے لیے جوڑ دیں۔

ایک نابینا صحابیؓ کی تکریم : جوشِ تبلیغ کے ساتھ آپؐ ہمہ دم تبلیغ کے لیے نکلے رہتے، اسی طرح ایک مرتبہ حرم کے نواح میں سرداران قریش کے اجتماع میں آپ ﷺ اپنی بات سنانا چاہ رہے تھے اور قریش کترا رہے تھے اس دوران ایک نابینا صحابی ابنِ مکتومؓ دین کو سمجھنے کے لیے آپؐ سے سوال کرنے لگے، آپؐ نے اُن کو ذرا توجہ نہ دی اور سرداران پر اپنی توجہ مرکوز رکھی کہ شاید وہ دین کے لیے زیادہ طاقت مہیا کرنے کا باعث بنیں، اللہ رب العالمین نے اس پر عتاب فرمایا اور سُوْرَۃُ عَبَس نازل فرمائی۔

دعوتِ عام کے بعد پہلا حج : حج کا موسم آگیا نبی، ﷺ نے اپنی جان و جسم کی طاقت سے تمام عرب سے آئے ہوئے وفود کو ایک ایک خیمے میں جا کر پکارا، آپ کے پیچھے پیچھے آپ کا چچا ابولھب بھی آپ کی تکذیب کرنے میں لگا رہا اور ہر جگہ یہ اعلان کرتا کہ یہ میرا بھتیجا گم راہ ہے اور جادو گر بھی ہے اس کی باتوں میں نہ آجانا۔ کفارِ قریش نے حج کے لیے آنے والوں کو رسول اللہ ﷺ سے دور رہنے کی تلقین کی تو اُس کا الٹا اثر ہوا اور لوگوں میں آپؐ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کا زبردست تجسس پیدا ہو گیا اور وہ پورے اشتیاق و انہماک سے آپ کی طرف متوجہ ہو گئے۔

جنوں کا ایمان لانا: اس مہم کے ذریعے بات تو سارے عرب میں پھیل گئی لیکن اس دوران کتنے لوگ ایمان لائے اس کی تفصیلات ہمیں تاریخ کی کتابوں میں نہیں ملتی، شاید اس مہم میں صرف بیج بوئے گئے، سکلے نہ پھوٹ سکے اور کونپلیں عرصے بعد نمودار ہوئیں۔ اس نتیجے پر انسان ہونے کے ناتے فطری طور پر آپ ﷺ کو دل شکستگی تھی، کسی کام سے یا کسی مہم پر آپؐ اپنے کچھ ساتھیوں کے ہم راہ عکاظ کی طرف علی الصبح تشریف لے جا رہے تھے کہ صبح کی نماز میں آپؐ کی تلاوتِ قرآن جنوں کی ایک جماعت نے سنی اور وہ آپؐ پر ایمان لے آئی، اُن میں سے کسی ایک جن نے واپس اپنی سوسائٹی میں جا کر جنوں کے سامنے نبی ﷺ کی حمایت میں ایک استدلال سے بھرپور تقریر کی جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے قران کی سُوْرَۃُ الْجِنّ میں نقل کیا اور جبریلِ امینؑ اسے لے کر آپؐ کے پاس حاضر ہو گئے، یہ

ایک بڑی اطمینان بخش صورتِ حال تھی کہ اگراہلِ مکہ ایمان نہیں لارہے توکیاہوا، جنات، جن کو یہ اہلِ مکہ ایک انداز سے پوجتے ہیں وہ توایمان لے آئے!

چوتھے برس کے اختتام کا منظر: یوں خاندان والوں کی دعوت کے ساتھ شروع ہونے والا ایک ہلچل سے بھرپور سال ختم ہوا، اس سال عددی اعتبار سے کوئی پیش رفت نہیں ہوئی، قیامت کے موضوع پر خاصا قرآن نازل ہو گیااور مخاطبین کے ساتھ ایک زبردست مذاکرہ ومباحثہ ہوا جو رہتی دنیا تک کے لیے اہلِ ایمان کاایک استدلالی مخزن بن گیا۔ مخالفین ومعاندینِ مکہ کے صبر کا پیمانہ لبریز ہورہا ہے،اب کیاہوگا؟

مکہ میں بسنے والے ہر اہلِ نظر کے ذہن میں یہ بات صاف ہوگئی کہ جاہلیت (مشرکانہ تہذیب وتمدن) اور محمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کالایاہوادین یااسلام دوالگ الگ چیزیں ہیں اور بقائے باہمی قطعاً ناممکن ہے جاہلیت اوراسلام کا ٹکراؤ (clash of civilizations) توہو کر رہنا ہے سودنیانے دیکھ لیا کہ وہ ٹکراؤ ہوااور میدانِ بدر میں جب لوہالوہے سے ٹکرایاتوفیصلہ ہوگیاکہ کس کو زندہ رہنا ہے اور [چوتھے سال سے شمار کریں تو]اس کی تکمیل ۱۹ سال بعد حجۃ الوداع کے موقع پر میدانِ عرفات میں اس دن ہوئی جب روح الامین اکملت لکم دینکم والی آیات لے کر اترے۔

☆☆☆☆☆